حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما اہل سنت والجماعت کی نظر میں

از: مفتی ابوعبیدالرحمٰن عارف محمود
استاذ ورفیق شعبۂ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ، کراچی

اہل سنت والجماعت کا اعتدال:

الحمدللہ اہل سنت والجماعت ہی فرقۂ ناجیہ اور طائفۂ منصورہ ہے، جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو اعتدال والا دین قرار دیا ہے، ایسے ہی امت محمدیہ، صلوات اللہ وسلامہ علی صاحبہا، کو امتِ وسط بنایا ہے اور اس کا صحیح اور حقیقی مصداق ہر زمانہ میں اہل سنت ہی رہے ہیں اور تاقیامت رہیں گے۔

عقائد، عبادات، معاملات، افکار ونظریات، عصمتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، مقام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، احترامِ سلف صالحین، مجتہدین، محدثین او رعلمائے امت پر اعتماد، غرض دین ودنیا کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو اعتدال کے اعلیٰ مرتبے سے نوازا ہے، دوسرا کوئی گروہ اور فرقہ اس صفت میں ان کا شریک نہیں، اگر چہ اہل بدعت، زیغ وضلال کے داعی، اسلام کے نام پر اسلام کی بنیادوں پر تیشہ چلانے والے کتنے ہی بناوٹی دعوے اور پروپیگنڈے کرتے رہیں، لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور خود اہل باطل بھی اس کے معترف ہیں کہ اسلام کے حقیقی پیروکار اور ”ما أنا علیه وأصحابی“ کا یقینی مصداق ہمیشہ اہل سنت ہی رہے ہیں۔

اسی وسطیت اور اعتدال کا نتیجہ ہے کہ اہل سنت فرق مراتب کے نہ صرف قائل ہیں؛ بلکہ عملی طور سے اس کا اظہار بھی ہوتا ہے، مزید برآں فرق مراتب کا لحاظ نہ رکھنے اور کسی بھی شخصیت کو اس کے مقام سے بڑھا کر پیش کرنے، یا اس کی شان میں ادنی درجے کی گستاخی کو علمائے اہل سنت

نے زندیقیت سے تعبیر کیا ہے۔

اہل سنت حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول سمجھتے ہیں، ان کے بعد کسی طرح کے دعوائے نبوت، چاہے ظلی ہو یا بروزی، یا امامت اہل بیت کے نام سے نبوی صفات سے متصف ائمہ کا اعتقاد رکھنے کو علی الاعلان کفر و زندقہ گردانتے ہیں، اسی طرح حضور اکرم ﷺ سے تعلق اور نسبت رکھنے والی ہر شخصیت، چاہے وہ حضرات اہل بیت ہوں، یا صحابہ کی مقدس جماعت، سب کی عزت و عظمت، ان کی محبت و اتباع اور ان سے تعلق کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

اہل بیت کے نام پر گمراہی و زندقہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری زمانے میں دشمنان اسلام کا ایک ایسا گروہ وجود میں آیا جس نے اسلام کی بنیادوں کو کمزور کرنے اور اسلامی تعلیمات اور حاملینِ دعوت اسلام اور ان کی دعوت کو مشکوک بنانے کے لیے ''اہل بیت'' کی محبت اور ان سے موالات کے خوش نما نعرے کا سہارا لے کر اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف اپنے گھناؤنے منصوبوں کا آغاز کر دیا تھا، جس کی پھیلائی ہوئی فتنہ انگیزی کی لپیٹ میں آج بھی سارا عالمِ اسلام گھرا ہوا نظر آتا ہے۔

اسلام کے مقابلے میں اہل بیت کے ان مقدس نفوس کی طرف منسوب کر کے ایک نیا دین گھڑا گیا، سیکڑوں اور ہزاروں نہیں؛ بلکہ لاکھوں جعلی روایات و احادیث وضع کر کے ان لوگوں نے ان ائمۂ ہدیٰ کی طرف منسوب کیں؛ حالاں کہ اہلِ بیت کے یہ پاک طینت لوگ عقائد و عبادات اور تمام تر دینی و دنیوی معاملات میں ظاہری و باطنی طور سے اہل سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے؛ بلکہ ان جھوٹے اور دجال لوگوں پر واضح نکیر بھی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما:

اہل بیت کے ان باصفا ائمہ میں سے ایک شخصیت حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے، جن کی طرف روافض نے بے انتہا جھوٹی باتیں منسوب کی ہیں اور ان کو اپنے من گھڑت اور مزعومہ نظریے کے مطابق معصوم، مفترض الطاعہ، امام منصوص، محلل و محرم، نہ جانے کن کن خدائی، نبوی صفات کے ساتھ متصف کیا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ان سب باتوں سے بری اور اہل سنت کے دیگر ائمۂ ہدیٰ کی طرح ایک جلیل القدر اور عالی مرتبت بزرگ ہیں۔

آج کی اس تحریر کا مقصد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس جلیل القدر صاحب زادے کا صحیح تعارف اور ان کی زندگی کا حقیقی روپ پیش کرنا ہے، جو اہل باطل کے بے بنیاد پروپیگنڈے کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے، اس مختصر سی یادداشت میں ان شاء اللہ اس کی کوشش ہوگی کہ ان کا تعارف، مقام مرتبہ، طرز زندگی، علمی انتساب، ان کی نصیحتیں اور خاص کروہ اقوال ذکر کیے جائیں گے جن سے نہ صرف روافض کی تردید ہوتی ہے؛ بلکہ اہل سنت کے معتدل مسلک کی واضح تائید بھی ہوتی ہے۔

نام ونسب اور تعلیم وتربیت:

زین العابدین کے لقب سے معروف اس بزرگ کی نسبت خاندان نبوت کی طرف ہے، یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، علی بن حسین ان کا نام ہے، قرشی اور ہاشمی ہیں، ابوالحسن ان کی کنیت ہے، ابوالحسن، ابومحمد اور ابو عبداللہ بھی کہا جاتا ہے۔(تہذیب الکمال: 382/20، سیر اعلام النبلاء: 386/4، حلیۃ الاولیا: 133/3، تذکرۃ الحفاظ: 74/1، تہذیب التہذیب: 304/7، الثقات: 159/5، الجرح والتعدیل: 229/6، التاریخ الکبیر: 266/6، تاریخ الاسلام: 180/3، الکاشف: 37/2)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ اسلام'' (181/3) میں یعقوب بن سفیان فسوی سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ 33 ہجری میں پیدا ہوئے، لیکن ''سیر اَعلام النبلاء'' (386/4) میں علامہ موصوف نے یہ لکھا ہے کہ (شاید) ان کی پیدائش 38 ہجری میں ہوئی ہے، علامہ ابوالحجاج جمال الدین یوسف مزّی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تھذیب الکمال میں (402/20) یعقوب بن سفیان سے سن وفات 33 ہجری نقل کیا ہے اور یہی راجح ہے۔

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا نام سلامہ یا سلافہ ہے، جو اس وقت کے شاہ فارس یزدجرد کی بیٹی تھیں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایران فتح ہوا تو یہ لونڈی بنالی گئی تھی (سیر اَعلام النبلاء: 386/4، تہذیب الکمال: 383/20)۔ ابن سعد نے ''طبقات'' (211/5) میں اس کا نام ''غزالہ'' نقل کیا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کی والدہ خلیفہ یزید بن ولید بن عبدالملک کی پھوپی تھی۔ (سیر اعلام النبلاء: 399/4) لیکن یہ ضعیف قول ہے۔

ان کو علی اصغر کہا جاتا ہے، ان کے دوسرے بھائی جو ان سے عمر میں بڑے تھے، ان کو علی اکبر

کہا جاتا تھا، جو معرکۂ کربلا میں اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل کوفہ کے ہاتھوں شہید ہوگئے تھے، (تاریخ الاسلام: 181/3، الطبقات الکبری: 211/5) علی اصغر یعنی علی بن حسین المعروف زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے والد گرامی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ معرکۂ کربلا میں شریک تھے، اس وقت ان کی عمر 23 یا 25 برس تھی، اس موقعہ پر یہ بیمار اور صاحب فراش تھے، جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کردیے گئے تو شمر نے کہا کہ اسے بھی قتل کردو، شمر کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا: سبحان اللہ! کیا تم ایسے جوان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو مریض ہے اور اس نے ہمارے خلاف قتال میں شرکت بھی نہیں کی؟ اتنے میں عمر بن سعد بن ابی وقاص آئے اور انھوں نے کہا کہ ان عورتوں اور اس مریض یعنی علی اصغر سے کوئی تعرض نہ کرے، اس کے بعد ان کو وہاں سے دمشق لایا گیا اور عزت کے ساتھ ان کو مع اہل مدینہ منورہ واپس روانہ کردیا گیا۔ (الطبقات: 212,211/5، تاریخ الاسلام: 181/3، سیر اعلام النبلاء: 387,386/4)

تحصیل علم اور علمی مقام:

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کبار صحابۂ کرام وتابعین عظام سے کسب فیض کیا، آپ نے امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن، اپنے والد حضرت حسین، اپنے چچا حضرت حسن، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور ابورافع، مسور بن مخرمہ، زینب بنت ابی سلمہ، سعید بن مسیّب، سعید بن مرجانہ، مروان بن حکم، ذکوان، عمرو بن عثمان بن عفان اور عبیداللہ بن ابی رافع رحمہم اللہ وغیرہ سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور اپنے جدامجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرسل روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال: 383/20، سیر اعلام النبلاء: 387/4، تہذیب التہذیب: 304/7، المراسیل: 139)

تاریخ ابن عساکر (17/12ب) میں ہے کہ نافع بن جبیر نے علی بن حسین سے کہا: آپ ہمارے علاوہ دوسرے لوگوں کے پاس (تحصیل علم کی خاطر) بیٹھتے ہیں؟ علی بن حسین نے جواباً فرمایا: میں ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھتا ہوں جن سے مجھے دینی فائدہ پہنچے۔

ابن سعد نے ''طبقات'' (216/5) اپنی سند کے ساتھ ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم کی مجلس میں (تحصیل علم کے لیے) بیٹھا کرتے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ قریش کو چھوڑ بنی عدی کے ایک غلام کے پاس بیٹھتے ہیں؟ تو انھوں نے

فرمایا: آدمی کو جہاں فائدہ پہنچے وہاں بیٹھتا ہے۔

ابونعیم نے ''حلیۃ'' (138,137/3) میں عبدالرحمٰن بن ازدک سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسین مسجد میں آتے، لوگوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے زید بن اسلم کے حلقے میں تشریف لے جاتے، نافع بن جبیر نے ان سے کہا: اللہ آپ کی مغفرت کرے! آپ لوگوں کے سردار ہیں، لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر اس غلام کے حلقے میں بیٹھتے ہیں؟ علی بن حسین نے فرمایا: علم کو طلب کیا جاتا ہے اور اس کے لیے آیا جاتا ہے اور اسے حاصل کیا جاتا ہے جہاں وہ ہو۔

ابن سعد نے ''طبقات'' (217,216/5) میں اپنی سند کے ساتھ یزید بن حازم سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین اور سلیمان بن یاسر کو منبر اور روضہ شریف کے درمیان چاشت کے وقت تک علمی مذاکرہ کرتے ہوئے دیکھا، جب اٹھنے کا ارادہ ہوتا تو عبداللہ بن ابی سلمہ قرآن پاک کی کوئی سورت تلاوت کرتے، اس کے بعد یہ حضرات دعا مانگتے تھے۔

علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سارے تابعین عظام نے فیض حاصل کیا ہے، آپ سے حدیث شریف کی روایت کرنے والوں میں ان کے چار بیٹے ابوجعفر محمد، عمر بن علی بن حسین، زید بن علی بن حسین، عبداللہ بن علی بن حسین، ان کے علاوہ ابن شہاب زہری، عمرو بن دینار، حکم بن عیینہ، زید بن اسلم، یحییٰ بن سعید، ہشام بن عروہ، ابوحازم، محمد بن فرات تمیمی، عاصم بن عبیداللہ بن عامر بن عمر بن خطاب اور یحییٰ بن سعید انصاری رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ (تہذیب الکمال: 384,383/20، سیر اعلام النبلاء: 387/4، تہذیب التہذیب: 304/7)

آپ رحمۃ اللہ علیہ سفید رنگ کا عمامہ پہنا کرتے تھے اور اس کا شملہ پشت یعنی کمر کی جانب لٹکا دیتے تھے۔ (الطبقات: 218/5)

ان سب تصریحات سے واضح ہوجاتا ہے کہ اہل بیت کے بڑے اور سادات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاص کر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے علم دین حاصل کرتے تھے، جیسا کہ عام مسلمانوں کا معمول تھا، اس سے روافض کے اس زعمِ باطل کی بھی تردید ہوتی ہے کہ اہل بیت کے یہ پاک باز نفوس تحصیل علم میں دوسروں کے محتاج نہیں اور ان کے پاس مخصوص علم ہے، ان کے سوا تمام لوگ انکے محتاج ہیں اور وہ کسی کے محتاج نہیں، اس عالمی جھوٹ کی حضرت باقر اور حضرت زین العابدین رحمہما اللہ وغیرہ، علماء اہل بیت نے نہ صرف زبانی تردید کی ہے، بلکہ ان کا عمل بھی ان کی تردید کی واضح دلیل ہے، جیسا کہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے۔ (145/1)

عبادت گزاروں کی زینت:

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد وزاہد اورشب بیدار تھے، وہ بنی ہاشم کے فقہاء وعابدین میں سے تھے اس زمانے میں ان کو مدینہ منورہ میں ''سید العابدین'' یعنی عابدوں کا سردار کہا جاتا تھا، ان کی اسی عبادت گزاری کی کثرت کی وجہ سے ان کو'' زین العابدین'' عبادت گزاروں کی زینت بھی کہا جاتا تھا۔(الثقات:160,159/5)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا موت تک روزانہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھنے کا معمول تھا اوران کو کثرت عبادت کی وجہ سے'' زین العابدین'' کہا جاتا تھا۔(تہذیب الکمال: 390/20،سیر اعلام النبلاء: 392/4،تہذیب التہذیب:306/7)امام زہری رحمۃ اللہ علیہ علی بن حسین کا تذکرہ کرتے ہوئے روتے تھے اور انھیں زین العابدین کے نام سے یاد کرتے تھے۔(حلیۃ الاولیاء:135/3)ابونعیم نے ''حلیۃ'' (133/3)میں ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ عبادت گزاروں کی زینت، قانتین کی علامت، عبادت کا حق ادا کرنے والے اورانتہائی سخی ومشفق تھے۔

ابن عیینہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ میں اکثر علی بن حسین کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا، میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا؛ لیکن وہ بہت کم گو تھے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل بیت میں ان جیسا کوئی نہیں؛ حالاں کہ وہ ایک باندی کے بیٹے تھے۔(تہذیب الکمال: 386/20،سیر أعلام النبلاء:389/4)

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے لیے وضو کرتے تھے تو ان کا رنگ پیلا پڑ جاتا اور وضو وا قامت کے درمیان ان کے بدن پر ایک کپکپی کی کیفیت طاری ہوتی تھی، کسی نے اس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: تمھیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے جارہا ہوں اور کس سے مناجات کرنے لگا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ سے)۔(الطبقات: 216/5،تھذیب الکمال:390/20،سیر أعلام النبلاء:392/4)

کسی نے حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے فلاں سے بڑھ کر کسی کو پرہیزگار پایا؟ انھوں نے فرمایا کیا تم نے علی بن حسین کو دیکھا ہے؟ تو سائل کہا کہ نہیں،تو فرمایا کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو بھی پرہیزگار نہیں پایا۔(حلیۃ الاولیاء:141/3،تھذیب الکمال:

389/20) طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے علی بن حسین کو سجدے کی حالت میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا، وہ فرمارہے تھے: ”عَبِيدُكَ بِفِنَائِكَ، وَمِسْكِينُكَ بِفِنَائِكَ، سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ، فَقِيرُكَ بِفِنَائِكَ“. (تہذیب الکمال:391/20، سیر أعلام النبلاء:393/4)

حضرت طاوسؒ کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی کسی مشکل میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری مشکل کو آسان فرمادیا۔ (حوالۂ سابق)

ابونوح انصاری کہتے ہیں کہ علی بن حسین کسی گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اور وہ سجدے کی حالت میں تھے کہ وہاں آگ لگ گئی، تو لوگوں نے کہنا شروع کیا: اے رسول اللہ کے فرزند، آگ آگ۔ انھوں نے اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا جب تک آگ بجھ نہ پائی، ان سے کسی نے کہا کہ کس چیز نے آپ کو آگ سے بے خبر رکھا تھا؟ انھوں نے فرمایا: مجھے آخرت کی فکر نے اس آگ سے بے خبر کر دیا تھا۔ (تاریخ ابن عساکر: 19/12 ب، تھذیب الکمال: 390,389/20، سیر اعلام النبلاء: 392,391/4)

جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد ایک رات ایک دن میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، ان کی موت کا وقت قریب آیا تو رونے لگے، میں نے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حالاں کہ میں نے آپ کی طرح کسی کو اللہ کا طالب نہیں دیکھا اور یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ میرے والد ہیں، انھوں نے کہا اے میرے بیٹے! میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ملک مقرب ہو یا نبی مرسل، ہر ایک اللہ کی مشیت وارادے کے تحت ہوگا جس کو چاہیں عذاب دیں گے اور جس کو چاہیں معاف فرمادیں گے۔ (تاریخ ابن عساکر: 20/12، سیر أعلام النبلاء: 392/4، تہذیب الکمال: 391/20)

انفاق فی سبیل اللہ:

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بدنی عبادات کے ساتھ ساتھ مالی عبادات کا بھی غیر معمولی اہتمام کیا کرتے تھے، وہ انتہائی درجے کے سخی اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنے والے تھے، حجاج بن ارطاۃ نے جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے دو مرتبہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا تھا۔ (حلیۃ الاولیاء: 140/3، الطبقات: 219/5، تہذیب التہذیب: 306/7)

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ علی بن حسین رات کے اندھیرے میں پشت پر روٹی لادے مساکین کو تلاش کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رات کے اندھیرے میں چھپا کر صدقہ کرنا اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے، (حلیۃ الاولیاء:136,135/3، تہذیب الکمال:396/20، سیر اعلام النبلاء: 393/4) شیبہ بن نعامہ کہتے ہیں کہ علی بن حسین کو لوگ ان کی زندگی میں بخیل تصور کرتے تھے، لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو پتہ چلا کہ وہ مدینہ منورہ کے سو گھرانوں کی کفالت کرتے تھے۔ (الطبقات:222/5، حلیۃ الاولیاء:136/3، تہذیب الکمال:392/20)

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ ان کو معلوم نہیں تھا کہ ان کے معاش کا انتظام کون کرتا ہے؟ لیکن جب علی بن حسین کا انتقال ہوا تو وہ اس ذریعۂ معاش سے محروم ہوگئے، جورات کو ان کے لیے سبب بنتا تھا، (تاریخ ابن عساکر:21/12 أ، حلیۃ الاولیاء: 136/3، تھذیب الکمال :392/20، سیر اعلام النبلاء:393/4) جریر بن عبدالحمید نے عمرو بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ جب علی بن حسین کا انتقال ہوا تو لوگوں نے ان کی کمر پر کچھ نشان پائے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو بتایا گیا کہ یہ اس بوجھ کی وجہ سے ہے جو رات کے اندھیرے میں یتیموں کے لیے لے جایا کرتے تھے۔ ((تاریخ ابن عساکر:21/12 أ، حلیۃ الاولیاء:136/3، سیر اعلام النبلاء:393/4، تھذیب الکمال:392/20) علی بن حسین فرمایا کرتے تھے کہ جب میں کسی مسلمان بھائی کو دیکھتا ہوں تو میں اس کے لیے اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں تو دنیا میں اس کے ساتھ بخل کا معاملہ کیسے کروں؟! جب کل کا دن ہوگا تو مجھ سے کہا جائے گا: اگر جنت تیرے ہاتھ مین ہوتی تو تو اس کے ساتھ اس سے زیادہ بخل کا معاملہ کرتا۔ (تاریخ ابن عساکر:12/21 ب، تہذیب الکمال:393/20، سیر اعلام النبلاء:394/4)

جلالت شان:

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہت ہی جلیل القدر اور عالی مرتبت بزرگوں میں سے تھے، لوگ ان کی بہت زیادہ عزت وتکریم کیا کرتے تھے، مشہور واقعہ ہے، جسے علامہ مزی نے تھذیب (402-400/20) میں، ابونعیم نے حلیہ (139/3) میں اور علامہ ذہبی نے تاریخ اسلام (184,183/3) اور سیر اعلام (398/4) میں نے نقل کیا ہے کہ ہشام بن

عبدالملک اپنے زمانہ خلافت سے قبل ایک دفعہ حج کے لیے گئے، بیت اللہ شریف کے طواف کے دوران حجر اسود کا استیلام کرنے کا ارادہ کیا، لیکن اژدھام کی وجہ سے نہیں کر پائے۔

اتنے میں حضرت علی بن حسین تشریف لائے، ایک چادر اور تہہ بند باندھے ہوئے، انتہائی خوب صورت چہرے والے، بہترین خوش بو والے، ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدے کا نشان تھا، طواف شروع کیا اور جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو لوگ ان کی ہیبت اور جلالت شان کی وجہ سے پیچھے ہٹے اور آپ نے اطمینان کے ساتھ استیلام کیا، ہشام کو یہ بات اچھی نہیں لگی، اہل شام میں سے کسی نے کہا یہ کون ہے کہ جس کی ہیبت اور جلال نے لوگوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا؟ ہشام نے یہ سوچ کر کہ کہیں اہل شام ان کی طرف مائل نہ ہو جائیں، کہا میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں؟

مشہور شاعر فرزدق قریب ہی کھڑا تھا، اس نے کہا میں انھیں جانتا ہوں۔ اس پر اس شامی نے کہا اے ابوفراس! یہ کون ہیں؟ اس وقت فرزدق نے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں بہت سارے اشعار کہے، ان میں سے چند یہ ہیں۔

هذا الذي تعرف البطحاء وطأته والبيت يعرفه والحل والحرم

هذا ابن فاطمة إن كنت جاهله بجدّه انبياء الله قد ختموا

ترجمہ: یہ وہ شخص ہے جس کے چلنے کو بطحاء، بیت اللہ، حل اور حرم بھی جانتے ہیں، یہ حضرت فاطمہ کے فرزند ہیں، اگر چہ تم تجاہل سے کام لے رہے ہو، انھیں کے دادا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ انبیا کا سلسلہ ختم کیا گیا ہے۔

ہشام بن عبدالملک کو غصہ آیا اس نے فرزدق کو قید کرنے کا حکم دیا، ان کو مکہ و مدینہ کے درمیان ''عسفان'' نامی جگہ میں مقید کر دیا گیا، حضرت علی بن حسین کو پتہ چلا تو انھوں نے فرزدق کے پاس 12 ہزار دینار بھیجے اور کہا ابوفراس! اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو ہم وہ بھی بھجوادیتے، فرزدق نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے فرزند! میں نے جو کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر کہا ہے اور میں اس پر کچھ کمانا نہیں چاہتا، حضرت زین العابدین نے یہ کہہ کر واپس بھجوادیا کہ تمہارے اوپر جو میرا حق ہے، اس کا واسطہ ہے کہ تم انھیں قبول کرلو، بے شک اللہ تیرے دل کے حال اور نیت کو جانتے ہیں۔ تو انھوں نے قبول کرلیا۔ (سیر اَعلام النبلاء: 399/4، تہذیب الکمال: 402/20)

عقیدۂ امامت پر نکیر:

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں عموماً اور حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں خصوصاً اہلِ سنت کے ہم مسلک و مشرب تھے اور ائمہ کے بارے میں روافض کے مخصوص عقائد وافکار کا انکار کرتے تھے؛ چناں چہ فضیل بن مرزوق کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن علی اور حسین بن علی سے سوال کیا، کہ اہل بیت میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کی اطاعت فرض قرار دی گئی ہو؟ کیا آپ اس کو جانتے ہیں اور جو اس کو نہ پہچانتا ہو تو کیا وہ جاہلیت کی موت مرے گا؟ تو انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اہل بیت میں ایسا کوئی شخص نہیں جو مفترض الطاعۃ ہو اور جو شخص اہل بیت کے بارے میں ایسی بات کہے وہ کذاب ہے، فضیل کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ روافض یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کے لیے، انھوں نے حضرت حسنؓ کے لیے، انھوں نے حضرت حسینؓ کے لیے، انھوں نے اپنے بیٹے علیؒ کے لیے اور انھوں نے اپنے بیٹے محمدؒ کے لیے (امامت) کی وصیت کی تھی، عمر بن علی نے جواب میں فرمایا: اللہ کی قسم! میرے والد کا اس حال میں انتقال ہوا ہے کہ انھوں نے دو حرفوں کی بھی وصیت نہیں کی تھی، ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہماری طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں، اللہ انھیں ہلاک کرے، اللہ کی قسم! یہ لوگ (روافض) اہل بیت کے نام پر اپنے پیٹ بھرتے ہیں، پھر فرمایا: یہ خنیس پرندے کی بیٹ ہے اور تمھیں معلوم ہے کہ خنیس کون ہے؟ راوی کہتے ہیں میں نے کہا معلیٰ بن خنیس، فرمایا: ہاں معلیٰ بن خنیس، پھر فرمایا کہ میں دیر تک سوچتا رہا کہ اللہ نے ان (روافض) کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے، یہاں تک کہ معلیٰ بن خنیس نے انھیں گم راہ کر دیا ہے۔ (تہذیب الکمال:396,395/20)

عیسیٰ بن دینار نے ابوجعفر محمد بن علی بن حسینؒ سے نقل کیا ہے کہ علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر مختار بن ابی عبید پر لعنت کر رہے تھے، کسی نے کہا: اے ابوالحسین! آپ ان پر کیوں لعنت کر رہے ہیں؟ حالاں کہ وہ اہل بیت کے نام پر ذبح کیے گئے ہیں، علی بن حسین نے فرمایا، بے شک وہ جھوٹا تھا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ گھڑتا تھا۔ (الطبقات: 213/5، تہذیب الکمال:396/20، سیر اعلام النبلاء:397/4) حکم نے ابوجعفر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم بنی امیہ کے پیچھے بغیر کسی ''تقیہ'' کے نماز پڑھتے ہیں، میں اپنے والد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بھی بنی امیہ کی اقتدا میں بغیر کسی ''تقیہ'' کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ (الطبقات:217/5، سیر اعلام النبلاء:397/4)

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم:

اہل بیت کے یہ پاک باز نفوس حضرات صحابہ کرام وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں اہل سنت کے نہ صرف ہم مسلک وہم مشرب تھے؛ بلکہ ان کا بھرپور دفاع کیا کرتے تھے؛ چناں چہ ابوحازم کہتے ہیں کہ علی بن حسین سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا مرتبہ تھا؟ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: جو تقرب ان کو آج اس روضہ میں حاصل ہے ایسا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی تھا۔ (تھذیب الکمال: 393/20، سیر اعلام النبلاء: 395/4)

محمد بن علی بن حسین نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے اور انھوں نے ابوبکر وعمرؓ کا تذکرہ سبّ وشتم کے ساتھ کیا اور حضرت عثمان کی شان میں گستاخی کرنے لگے، (والعیاذ باللہ) حضرت علی بن حسین نے ان عراقیوں سے کہا: کیا تم ان مہاجرین اولین میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَاناً وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾. (الحشر:8)

اہل عراق نے کہا: ہم ان لوگوں میں سے نہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت علی بن حسین نے پھر کہا: کیا تم لوگ ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾. (الحشر:9)

اہل عراق نے کہا، ہم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے خود اقرار کیا کہ تم آیات میں مذکور دونوں فریقوں میں سے نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں اللہ نے یہ ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلّاً لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾. (الحشر:10)، پھر فرمایا: تم لوگ میرے پاس سے اٹھ جاؤ، اللہ تمھارا گھر

قریب نہ کرے، تم اپنے آپ کو اسلام کے لبادے میں چھپاتے ہو جب کہ تم اہل اسلام میں سے نہیں ہو۔(حلیۃ الاولیاء: 137, 136/3، تھذیب الکمال: 395, 394/20، سیر اعلام النبلاء: 395/4)

جعفر بن محمدؒ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا مجھے ابوبکر و عمرؓ کے بارے میں بتائیں۔ انھوں نے فرمایا: صدیق کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ اس آدمی نے کہا آپ انہیں ''صدیق'' کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کردے! مجھ سے بہتر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین وانصار نے ان کو ''صدیق'' کہا ہے، پس جوان کو صدیق نہ کہے، اللہ اس کی بات کو سچا نہ کرے، جاؤ! ابوبکر و عمرؓ سے محبت کرو اور انھیں عزیز رکھو، اس کی تمام ذمہ داری میری گردن پر ہے۔(تھذیب الکمال: 394,393/20، سیر اعلام النبلاء: 395/4)) یحییٰ بن سعید کہتے ہیں علی بن حسین المعروف زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت عثمانؓ کو ناحق شہید کیا گیا ہے۔(الطبقات: 216/5، سیر اعلام النبلاء: 397/4)

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے چند بیش بہا اقوال:

- جسم اگر بیمار نہ ہو تو وہ مست و مگن ہو جاتا ہے اور کوئی خیر نہیں ایسے جسم میں جو مست و مگن ہو۔(حلیۃ الاولیاء: 134/3، سیر اعلام النبلاء: 396/4)
- دوستوں کا نہ ہونا پردیسی (اجنبیت) ہے۔(حلیۃ الاولیاء: 134/3)
- جو اللہ کے دیے ہوئے پر قناعت اختیار کرلے وہ لوگوں میں سب سے غنی آدمی ہوگا۔(حلیۃ الاولیاء: 135/3)
- جو باتیں معروف نہیں وہ علم میں سے نہیں، علم تو وہ ہے جو معروف ہو اور اہل علم کا اس پر اتفاق ہو۔(تھذیب الکمال: 398/20، سیر اعلام النبلاء: 391/4)
- لوگوں میں سب سے زیادہ خطرے میں وہ شخص ہے جو دنیا کو اپنے لیے خطرے والی نہ سمجھے۔(حوالہ بالا)
- کوئی کسی کی ایسی اچھائی بیان نہ کرے جو اسے معلوم نہ ہو، قریب ہے کہ وہ اس کی وہ برائی بیان کر بیٹھے جو اس کے علم میں نہیں۔(تھذیب الکمال: 398/20)

- جن دو شخصوں کا ملاپ اللہ کی اطاعت کے علاوہ ہوا ہو تو قریب ہے کہ ان کی جدائی بھی اسی پر ہو۔ (تھذیب الکمال: 398/20)
- اے بیٹے! مصائب پر صبر کرو اور حقوق سے تعرض نہ کرو اور اپنے بھائی کو اس معاملے کے لیے پسند نہ کرو جس کا نقصان تمہارے لیے زیادہ ہو اس بھائی کو ہونے والے فائدے سے۔ (تہذیب الکمال: 399/20، حلیۃ الاولیاء: 138/3)
- اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے گناہ گار مومن سے محبت فرماتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء: 140/3، الطبقات: 219/5، تھذیب الکمال: 391/20)

وفات:

خانوادۂ نبوت کے اس چشم و چراغ نے ساری زندگی سنتِ نبوی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چل کر بالآخر داعی اجل کو لبیک کہا، ان کے سنہ وفات کے بارے میں اختلاف ہے، 94,93,92,99,95 اور 100 ہجری کے مختلف اقوال منقول ہیں، مگر صحیح قول کے مطابق زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بروز منگل 14 ربیع الاول 94 ہجری میں دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے، جنت البقیع میں جنازہ پڑھا گیا اور وہیں پر مدفون ہوئے۔ (تھذیب الکمال: 404,403/20، سیر اعلام النبلاء: 400/4، الثقات: 160/5، تھذیب التھذیب: 307/7، تاریخ الاسلام: 184/3، الطبقات: 221/5، الکاشف: 37/2)

اللہ تعالیٰ ہمیں پاک طینت اور نیک سیرت اہلِ بیت کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی طرف منسوب جھوٹ اور من گھڑت باتوں سے تمام امت کی حفاظت فرمائے۔

❁ ❁ ❁